اسلام کا نظام محاصل

جدید دور کے حوالے سے مصارف زکوۃ

مفتی نعمت اللہ حقانی نگران شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی جامعۃ المرکز الاسلامی پاکستان

تمہید: زکوٰۃ اسلام میں دولت کی منصفانہ تقسیم کا انمول نمونہ:۔

اسلام نے جہاں انفرادی ملکیت کا حق تسلیم کر کے انسان کی قدرتی قوتوں کو ابھرنے اور ترقی پانے کیلئے پورا پورا موقع فراہم کیا ہے۔ وہاں زندگی کے ہر گوشہ میں دولت کو خزانہ بنانے کی بجائے دولت کی تقسیم پر بھی زور دیا ہے۔ اس نے اس بات کی بالکل نفی کر دی ہے کہ دولت مندی بجائے خود کوئی حق ہے اس نے بے اعتدالانہ سرمایہ داری کی تمام راہیں روک دیں، سود کی ہر شکل کو حرام کر دیا، جوئے کو کسی حال میں جائز نہیں رکھا، پھر ان تمام باتوں سے بڑھ کر یہ ہے کہ انعانی زندگی کے اعمال حسنہ میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کو سب سے زیادہ نمایاں جگہ دی اور ہر کمانے والے فرد کو زکوٰۃ کا سالانہ حصہ نکالنے کا پابند بنایا ۔اس کے علاوہ دولت کی تقسیم کے بہت سے مواقع فراہم فرمائے مثلاً قربانی، فطرہ، ہدیہ، عقیقہ، اعتاق (غلام آزاد کرنا) نذر اور وقف وغیرہ، اگر انفرادی ملکیت تسلیم نہ کی جائے تو زکوٰۃ، عشر، خراج اور انفاق فی سبیل اللہ کے یہ تمام احکام بے کار ہو جائیں اور انسان کی قوتیں مضمحل ہو کر نظام عالم کی ترقی رُک جائے اور اگر انفاق فی سبیل اللہ کے ان مواقع کو بروئے کار نہ لایا جائے تو چند گھرانوں میں افراط زر و سرمایہ داری کے غلبہ کے باعث نظام عالم بالکل درہم برہم ہو کر رہ جائے اور دنیا کا امن و سکون برباد ہو کر اس کی حیثیت اجڑے ہوئے ویران گھر سے زیادہ نہ رہے۔ اسی فریضہ کو اپنے موقع و محل تک پہنچانے اور صحیح مصرف پر لگانے کیلئے اسلام میں بھی زرین ہدایات و تعلیمات موجود ہیں زیر نظر مقالہ اسی سلسلے کی ایک مظبوط کڑی ہے افادہ عام کیلئے نذر قارئین ہے (ادارہ)

ذیلی عنوانات

(1) زکوٰۃ کا بنیادی مصرف اور مسئلہ تملیک

(2) دینی مدارس کو زکوٰۃ کی ادائیگی۔

(3) مدارس عربیہ کو سفراء کے ذریعہ زکوٰۃ دینا۔

(4) کسی سیاسی تنظیم یا انجمن کو زکوٰۃ دینا۔

(5) غنی مجاھد کو زکوٰۃ۔

(6) امام مسجد کو عشر و زکوٰۃ دینا۔

(7) عیاشی کی وجہ سے مقروض کو زکوٰۃ دینا۔

(8) زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتاب چھپوانا۔

(9) رفاہ عامہ پر زکوٰۃ کی روپے صرف کرنا

(10) زکوٰۃ کی روپوں سے کتابیں خریدنا اور اپنے مطالعہ میں رکھنا

(11) زکوٰۃ کی روپیہ نشر و اشاعت کی اداروں کو دینا

(12) زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کے ایصال ثواب کے لئے دینا۔

(13) پیشہ ور گداگروں کو زکوٰۃ دینا۔

(14) بھنگ اور افیون کے عادی شخص کو زکوٰۃ دینا۔

(15) موجودہ زمانہ میں سید کو زکوٰۃ دی جائے گی؟

(16) یورپی ممالک میں تبلیغ پر زکوٰۃ صرف کرنا۔

(17) زکوٰۃ اسلامی عمارتوں، تبلیغی اجتماعات و مجالس مبلغین کے تقرری پر صرف کرنا

(18) یتیم خانہ کو زکوٰۃ دینا۔

(19) سیلاب زدگان کو زکوٰۃ دینا

(20) کسی دوسرے جگہ رہنے والے رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا

(21) نجی تنظیموں یا جماعتوں کی طرف سے قائم کردہ بیت المال کو زکوٰۃ دینا۔

(ا) زکوٰۃ کا بنیادی مصرف اور مسئلہ تملیک۔

زکوٰۃ میں بنیادی شرط جمہور فقہاء کے نزدیک تملیک فقیر ہے تملیک کی شرط ہونے پر قرآن وسنت اور فقہ اسلامی سے دلائل کا کثیر تعداد میں ایک انبار موجود ہے۔اسی سلسلہ میں آیات واحادیث کا وسیع دائرہ میں مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زکوٰۃ کا سب سے بنیادی شرط فقیر کو مالک بنانا ہے۔اور اس کے بنیادی مصرف فقراء ومساکین ہی ہیں۔چنانچہ عصر قریب میں اس شرط پر لکھی جانے والی ایک تحقیقی مضمون کا اقتباس ملاحظہ ہو جس میں صاحب مضمون نے جمہور فقہاء کی ترجمانی کرتے ہوئے تملیک کی شرط ہونے پر قرآن و سنت اور فقہ اسلامی سے دلائل محکمہ کا انبار لگایا ہے اور تملیک کی شرط پر کئے جانے والے اعتراضات کا دفعیہ بڑے فاضلانہ اور محققانہ انداز میں کیا ہے۔یہ اقتباس مرزا محمد یوسف صاحب استاد عربی گورنمنٹ مدرسہ عالیہ اورنٹیل کالج رام پور کے مضمون سے ہے چنانچہ مرزا صاحب اپنے مضمون میں ایک جگہ لکھتے ہیں" زکوٰۃ کی مد ایک خاص مد ہے اس کے آمدنی کے ذرائع اور خرچ کے مصارف دونوں متعین ہیں نیز اس کے شرائط وجوب اور طریق ادا کی تفصیلات مقرر ہے ان میں تغیر وتبدل کا حق نہ فقہاء قدیم کو تھا اور نہ مفکرین عہد جدید" کو اور اس کی ایک ہی وجہ ہے وہ یہ کہ زکوٰۃ عبادات خالصہ میں سے ہیں"۔ ہر چند کہ اس میں ایک اقتصادی جہت بھی ہے لیکن اس کا تعبداتی پہلو غالب ہے اور تعبدی امور میں خود عقلِ سلیم کا تقاضا ہے کہ عقل کے خوض وتعمق کو زیادہ دخل نہ ہونا چاہیئے ورنہ دھیان گیان سے نماز کا" مسہل وجلاب سے روزہ کا قومی چندوں اور نیشنل بانڈز کی خریداری سے زکوٰۃ کا اور بین الاقوامی یا بین الاسلامی کانفرنسوں کی شرکت سے حج کا بآسانی بدل ڈھونڈ سکتا ہے، لیکن اس قسم کی تجاویز الحاد وزندقہ کے مترادف ہیں۔اس لئے بہتر ہوگا کہ امر تعبدی کی حیثیت کو عقل ظاہر بین کا تختہ مشق نہ ہونے دیا جائے۔کیونکہ عقل رمضان کے آخری تاریخ کے روزہ اور یکم شوال کے افطار میں فرق کی حکمت بتانے سے بالکل قاصر ہے۔" ماہنامہ برہان دہلی ستمبر ۱۹۵۶ ص ۲۵") زکوٰۃ کے سلسلے میں آیات واحادیث کا وسیع دائرہ میں مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔کہ زکوٰۃ کا سب سے بنیادی مصرف فقراء ومساکین ہیں۔اسلام میں زکوٰۃ کا نظام دراصل سماج کے اسی حاجت منداور معاشی طور سے پسماندہ طبقہ کی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہے۔نبی کریم ﷺ نے حدیث معاذ میں زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا:" **تو خذ من اغنیاء ھم و ترد الی فقرائھم**" ترجمہ: زکوٰۃ ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور حاجت مندوں کو واپس کر دی جائے گی حضرت معاذ بن جبلؓ کی وہ حدیث جس کا ٹکڑا اوپر نقل کیا گیا شہرت واستفاضہ کی شان رکھتی ہے۔

حدیث کی تمام مستند کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام نے اپنی معاشی تنظیم میں مالداروں کی آمدنی کا ایک حصہ فقراء مساکین کی ملکیت قرار دیا تاکہ فقراء اس سے اپنی ضروریات پوری کریں مال زکوٰۃ کے بارے میں حکم ہے کہ وہ فقراء کی ملکیت میں دے دیا جائے ،فقراء اپنی فلاح و بہبود اور اپنی ضرورتوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔زکوٰۃ کی رقم " اجتماعی فلاح و بہبود "،" رفاہ عامہ" وغیرہ کی مدوں میں خرچ کرنا جائز نہیں"، قومی اور ملکی مفادات غریبوں کی اجتماعی فلاح و بہبود رفاہ عامہ کے کام کے پُر فریب عنوانات سے برسر اقتدار اور صاحب ثروت طبقہ ہر دور میں غریبوں اور محنت کشوں کو لوٹتا رہا، ملک کے غریبوں کا حق ان پُر فریب

نعروں کے سہارے سرمایہ داروں کو دیا جاتا رہا۔ عہد قدیم کی شہنشاہوں میں ان دلکش اور دلفریب عنوانوں کا استعمال کم تھا مگر دور حاضر کی مزدور آمریتوں اور نام نہاد جمہوریتوں میں ارباب اقتدار اور اصحاب ثروت کو جب عیش کوشیوں کے لئے بے حساب دولت کی ضرورت ہوتی ہے تو ''رفاہ عامہ''، ''اجتماعی فلاح و بہبود'' اور غریبوں کے اجتماعی مفادات'' کے نام سے فقراء و مساکین کے مالی حقوق بے دردی کے ساتھ ضائع کئے جاتے ہیں اسلام نے دکھی انسانیت اور غریب طبقہ پر رحم کھاتے ہوئے حکم دیا کہ زکوٰۃ کا مال جو غریب مسلمانوں کا حق ہے اسے ان میں تقسیم کر دیا جائے انھیں اس کا مالک بنایا جائے غریبوں کے مفادات'' کے نام پر اسے روکے نہ رکھا جائے اسی وجہ سے تاریخ اسلام کے ہر دور میں زکوٰۃ کی رقم فقراء و مساکین کو ملتی رہی اور ان کے لئے زکوٰۃ بہت بڑا اقتصادی سہارا رہی اسلامی حکومتوں میں ''رفاہ عامہ''، ''اجتماعی فلاح و بہبود'' ''غریبوں کے مفادات'' کے بڑے بڑے کام کئے گئے۔ لیکن زکوٰۃ کی رقم کو ہاتھ نہیں لگایا گیا اور زکوٰۃ برابر فقراء و مساکین میں تقسیم کی جاتی رہی۔

دینی مدارس کو زکوٰۃ کی ادائیگی:۔

علم دین کا طالب علم زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ دینی مدارس کی حیثیت دراصل دین کے مضبوط قلعوں اور الحاد و دہریت کے سمندر میں محفوظ جزیروں کی ہے مسلمانوں کے سیاسی زوال اور اس کے بعد سے اسلام کو مٹانے کی پیہم کوششوں کے باوجود ہمارے ملک میں اسلام کا محفوظ رہنا بلکہ یہاں کے مذہبی حالت کا عالم اسلام سے بھی بہتر ہونا بڑے حد تک انہی مدارس کا فیض ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نظام کو جاری و ساری رکھے اسلام نے زکوٰۃ کے جو مصارف بتائے ہیں ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زکوٰۃ کا مقصد صرف غرباء اور مستحقین کی مدد ہی نہیں ہے بلکہ اسلام کا تحفظ بھی ہے۔ چنانچہ فی سبیل اللہ (التوبہ ۶۰) سے اکثر فقہاء کے نزدیک مجاہدین کی مدد مراد ہے جو اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کے یہ مصارف ''اسلام کی حفاظت'' ہی کا ایک حصہ ہیں۔ تعلیمی ادارے اور دینی مدارس کے طلباء شب و روز علم دین کے حصول میں رہتے ہیں اور دنیاوی کاموں کی طرف بہت کم توجہ دیتے ہیں، اس لئے ان کی مدد بھی زکوٰۃ و صدقات سے دین ہی کی مدد کا ایک حصہ ہے۔ بلکہ دوسروں کی بہ نسبت ان کو زکوٰۃ دینا زیادہ بہتر ہے۔ ''کمافی الشامی'' قال علاؤ الدین الحصکفی'' وفی المعراج التصدق علیٰ العالم الفقیر افضل وفی ردالمحتار ای من الجاهل الفقير (قهستانی رد المحتار علیٰ صدر در المختار ج ۲/ ۳۵۴) اسی طرح مدارس میں طلبہ کے کھانے پینے پر جو رقم خرچ کی جاتی ہے اس میں اجرت اور اجارہ کا تصور بھی نہیں ہوتا طلبہ کے ساتھ اجیروں جیسا برتاؤ نہیں ہوتا، تاہم اغنیاء طلباء اس سے گریز کریں۔

مدرسین کی تنخواہوں میں زکوٰۃ کی رقم دینا:۔

مدارس میں مدرسین اور ملازمین کو چونکہ باقاعدہ اجیر رکھا جاتا ہے، تقرر کے وقت تنخواہیں طے کی جاتی ہیں، دونوں فریق اس کے پابند ہوتے ہیں غرض یہ کہ اجارہ کی جو علامات و خصوصیات ہیں، وہ سب مدرسین و ملازمین کے تقرر، کارکردگی اور معاملت میں پائی جاتی

ہیں اسی لئے فقہاء امت کا اجماع ہے کہ ائمہ مساجد معلمین ومبلغین کی تنخواہوں میں زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں، تاہم اگر کوئی شخص اپنے طور پر زکوٰۃ نکال کر نادار مدرس مبلغ، یا امام کو دے دیں یا منتظمین مدرسہ ہی زکوٰۃ کی رقم نادار مدرسین وملازمین کو دیں لیکن اجرت کے طور پر نہ دیں اور ان کے ساتھ اجیروں جیسا معاملہ نہ کریں تو بلاشبہ زکوٰۃ ادا ہو جائے گی چنانچہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ اسی طرح ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں "کسی مستحق زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی رقم عمل کے معاوضہ میں دلوائے ماسوائے تحصیل وجمع زکوٰۃ کے نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تملیک بلاعوض شرط ہے۔ ملازمین تعلیم وتبلیغ کو تنخواہ بطور عقد اجارہ دی جاتی ہے۔ جو تملیک بلاعوض نہیں، البتہ اگر ان کو بطور وظیفہ ماہواری رقم دی جائے اور مستاجر کی حیثیت سے ان کے عمل کی جانچ نہ کی جائے اور اجیر کی طرح ان سے مواخذہ نہ ہو، تو پھر ان کو زکوٰۃ میں سے ماہوار وظیفہ دینا جائز ہوگا۔ ملاحظہ ہو، (کفایت المفتی ج ۴: ص ۲۷۰)

مسئلہ: جن طلباء کے والدین صاحبِ نصاب ہوں اور اس کے ساتھ سفر علم میں مال نہ ہو تو ان کو زکوٰۃ دینا اور لینا درست ہے "**كما في الدر" و ابن السبيل و هو كل من له مال لا معه و في الشامي والحق به كل من هو غائب عن ماله وان كان في بلده لان الحاجه هى المعتبرة وقد وجدت لا نه فقير يداً و ان كان غنيا ظاهرا ه ردالمحتار . ج : ۲ ص ۶۲)**

۲۔ مدارس عربیہ کو سفراء کے ذریعہ زکوٰۃ دینا:

سوال: مدارس کے لئے کوئی مستقل ذرائع آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ ودیگر صدقات واجبہ کی رقوم سفراء کی وساطت سے جمع کی جاتی ہیں۔ کیا مدارس کے سفراء کو زکوٰۃ دے دینے سے انسان کی ذمہ داری فارغ ہو جاتی ہے؟

الجواب: زکوٰۃ ودیگر صدقات واجبہ کی صحت ادائیگی کے لئے فقراء اور مساکین شرط ہے، اس لئے جن مدارس میں طلباء کو کھانا دیا جاتا ہے تو تملیکاً کھلانے سے زکوٰۃ کی رقم کی ادائیگی درست ہے، البتہ جن مدارس میں مطبخ کا انتظام نہ ہو تو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے طلباء کا اصالتاً یا وکالتاً قبض ضروری ہے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ علماء اور طلباء کو خود صدقات وغیرہ دیئے جائیں۔ **قال : علاؤ الدين الحصكفيؒ يصرف المزكى إلىٰ كلهم او إلىٰ بعضهم تملكا لا اباحة. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار ج ۲/ص ۳۴۴/باب المصرف و كذا فى الفتاوى الحقانيه ج ۴/۵۸)**

۳۔ کسی سیاسی تنظیم یا انجمن کو زکوٰۃ دینا:

سوال: ایک تنظیم مذہبی اور سیاسی ہو جو کہ ملک میں نفاذ اسلام کیلئے کوشش کرتی ہو تو کیا ایسی تنظیم کو زکوٰۃ اور عشر دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: زکوٰۃ وعشر کی ادائیگی میں مسلمان فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے، لہٰذا کوئی تنظیم یا انجمن اگر چہ مذہبی ہی کیوں نہ ہو ان شرائط کی وجہ سے زکوٰۃ وعشر اور صدقات واجبہ کی مستحق نہیں لہذا ایسی کسی تنظیم کو زکوٰۃ وعشر اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔ **قال : ابن نجيم هي تمليك المال من فقير مسلم غير ها شمي ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المالك من كل وجه لله تعالىٰ .**

(فتاوىٰ حقانيه بحواله البحر الرائق ج ۲/ص ۲۰۱)

غنی مجاھد کو زکوٰۃ دینا:

سؤال: وہ لوگ جو جہاد میں شریک ہوں، اگر چہ مالی اعتبار سے ان کی حیثیت مستحکم ہو لیکن پھر بھی محض اس مقدس کام کی وجہ سے ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: ایسا شخص اگر وطن میں مال رکھتا ہو لیکن میدان جہاد میں جاتے وقت اس کے پاس مال نہ تو پھر جہاد کیلئے نکلنے والے اس شخص کو زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں کما قال الکاسانیؒ **قوله واما استثناء الغازی فمحمول علیٰ حال حدوث الحاجة و سماه غنیا علیٰ اعتبار ماکان قبل حدوث الحاجة وهوان یکون غنیا ثم حدث به الحاجة ... ثم یعزم علیٰ الخروج فی سفر غزوٍ فیحتاج إلیٰ آلات سفر وسلاح یستعمله فی غزو ومرکب یغزو علیه . . . فیجوزان یعطی من الصدقات مایستعین به فی حاجته التی تحدث له فی سفره وهو فی مقامه غنی بما یملکه لا غیر محتاج فی حال اقامة فیحتاج فی حال سفره فیحمل قوله لاتحل الصدقة لغنی الا لغازٍ فی سبیل الله علیٰ من کان غنیا فی حال مقامه فیعطی بعض ما یحتاج الیه لسفره لماحدث السفرله من الحاجة الاانه یعطی حین یعطی وهو غنی (بدائع الصنائع ج۲/ص/ ۴۶)**

فی سبیل اللہ کے مفہوم میں مجاہد کی تخصیص (ہیئۃ کبار العلماء ریاض کا فتویٰ)

مسئلہ مجاہد فقیر کو زکوٰۃ دینے کی اہمیت وضرورت اس فتویٰ سے ہوتا ہے جسے **هیئة کبار العلماء** ریاض نے اپنے مجلس قرار میں صادر فرمایا ہے۔ تاہم فی سبیل اللہ کی مفہوم میں نوعی وسعت پائی جاتی ہے۔ لیکن حقیقی معنی کے اعتبار سے اس کے مصداق مجاہدین ہیں دور حاضر کے ممتاز حنبلی فقہاء نے فی سبیل اللہ میں تمام امور خیر کو شامل کرنے کی مخالفت کی ہے اور فی سبیل اللہ کو مجاہدین میں محصور کرنے کی تائید کی ہے، چنانچہ **هیئة کبار العلماء** کے پانچویں اجلاس منعقدہ طائف کے ایجنڈے میں زکوٰۃ کے ساتویں ''مصرف فی سبیل اللہ'' کا موضوع بھی شامل تھا **اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة** نے اس موضوع پر مفصل بحث تیار کی ہے اس بحث کی روشنی میں ''**هیئة کبار العلماء**'' نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ طائف ۵ شعبان ۱۳۹۴ھ میں یہ فیصلہ دیا کہ زکوٰۃ کے ساتویں مصرف ''**فی سبیل الله**'' کا مصداق صرف مجاہدین ہیں'' تمام امور خیر اس میں شامل نہیں ہیں۔ ''**هیئة کبار العلماء**'' نے یہ فیصلہ ۲۱/ ۱۳۹۴/ ۱۸ھ کو کیا، اس اجلاس کی یہ قرارداد نمبر ۲۴ ہے **اللجنة الدائمة** کی مذکورہ بالا مفصل بحث اور ''**هیئة کبار العلماء**'' کی یہ قرارداد **مجله البحوث الاسلامیه** ریاض میں شائع ہوچکی ہے ملاحظہ ہو **مجلة البحوث الاسلامیه** جلد ا شمارہ ۲)

اسی طرح وہ مالدار طالب علم جس کے پاس سفر کی حالت میں پیسے نہ ہوں زکوٰۃ کا پیسہ لینا جائز ہے فتاویٰ حبیبیہ میں ہے، کہ مسافر طالب علم جو کہ وطن اصلی کے اعتبار سے غنی ہے لیکن سفر میں پیسے ختم ہو گئے تو اس کو زکوٰۃ کی پیسے لینا جائز ہے (فتاویٰ حبیبیہ ج ۱/ ۲۴۷) **لمافی الدر المختار (ابن السبیل وهو کل من له مال لا معه وفی الشامی عن الفتح یحل له ان یأخذ اکثر من حاجته و**

قال ایضاً : تحت قو له : مانسب الی الواقعات وفی المبسوط لایجوز دفع الزکوٰۃ اِلیٰ من یملک نصاباً الا اِلیٰ طالب العلم و الغازی و منقطع الحاج للحج لقوله علیه السلام یجوز دفع الزکوٰۃ لطالب العلم وان کا ن له نفقة اربعین سنة)(ردالمحتار ج ۲/۵۹) ۔واضح رہے کہ اسی طرح طالب علم کے لئے زکوٰۃ لینا اس وقت جائز ہوگا کہ طلب علم کے زمانہ میں وہ فقیر ہوتا کہ طلب علم کی وجہ سے اس کے لئے زکوٰۃ وغیرہ مانگنے کا جواز پیدا ہوجائے اگر چہ وہ کمانے پر قادر ہو کیوں کہ اگر وہ طالب علم نہ ہوتا تو اس کے لئے زکوٰۃ وغیرہ مانگنا بھی جائز نہ ہوتا (جب کہ وہ کمانے پر قادر ہوتا) ''کما فی الشامی رقوله: (وھٰذاالفرع مخالف لاطلاقهم الحرمة فی الغنی ولم یعتمده احد قلت و هو کذالک والأ وجه تقییده بالفقیر و یکون طلب العلم مر خصاً لجواز سؤ اله الزکاة و غیر ها و ان کان قادرا علیٰ الکسب اذ بدونه لا یحل له السؤ ال کما سیأ تی و مذهب الشافعیة والحنا بلة ان القدرة علیٰ الاکتساب تمنع الفقر فلا یحل له الاخذ فضلاً عن السئوال الا اذا اشتغل بالعلم الشرعی اه رد المحتار ج ۲ ص ۶۵)

امام مسجد کوعشروزکوٰۃ دینا:

سوال: اگر ایک امام مسجد اپنے مقتدیوں سے جبراً زکوٰۃ وصول کرتا ہو یعنی مقتدیوں پر لازم ہو کہ وہ زکوٰۃ وعشر امام کو دے گا تو کیا اس سے زکوٰۃ وعشر ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: اجرت میں زکوٰۃ دینا خواہ جبراً ہو یا رضاء ہو جائز نہیں ایسی حالت میں قوم کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی ۔تاہم اگر امام غریب ہو تو بطور صلہ اس کو زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں لمافی الهندیة: ولو نوی الزکوٰۃ لما یدفع المعلم اِلیٰ الخلیفة ولم یستأجره ان کان الخلیفة بحالٍ لو لم یدفعه یعلم الصبیان ایضاً أجره والافلا وکذامایدفعه اِلیٰ الخادم من الرجال والنساء فی الاعیاد وغیرها من الزکوٰۃ(الفتاوی الحقانیه بحواله الفتاوی الهندیه کتاب الزکوٰۃ باب المصارف)

۵۔عیاشی کی وجہ سے مقروض کو زکوٰۃ دینا:

سوال: ایک شخص عیاشی کی وجہ سے مقروض ہوگیا تو کیا اس کو مدیون کے زمرہ میں شمار کرکے زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مقروض کے قرض میں یہ ضروری نہیں کہ اس کا دین کسی نیکی کی وجہ سے ہے تاہم اگر مقروض کے قرض کی ادائیگی سے اس کے فسق وفجور میں اضافہ ہوسکتا ہو اور بے دینی کے راہیں کھل سکتی ہوں تو ایسی حالت میں کسی نیک آدمی کو زکوٰۃ دینا اولیٰ ہے، کمافی الدرالمختار قال: الحصکفیؒ أواحوج اوأصلح او اورع أو انفع للمسلمین ...أواِلیٰ طالب العلم وفی المعراج التصدق علیٰ العالم الفقیر افضل .(الدر لمحتا ر ج ۲/۶۸)

زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتاب چھپوانا:

سوال: ایک شخص نے دینی کتاب چھپوانے کا ارادہ کیا لیکن وہ مفلس ہے، تو اگر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے کتاب چھپوائے اور پھر مستحقین زکوٰۃ پر تقسیم کرے، تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر یہ شخص خود مستحق زکوٰۃ ہو اور زکوٰۃ دہندہ گان کی اجازت سے طباعت کے بعد یہ کتاب مستحقین میں تقسیم کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ ادائیگی زکوٰۃ میں تملیک ضروری ہے۔ اور جہاں تملیک ممکن نہ ہو وہاں زکوٰۃ کا حکم لگانا درست نہیں لماقال الحصکفیؒ **ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة فلایصرف اِلیٰ بناء نحو المسجد ولااِلیٰ کفن میت وقضاء دینه . (الدرلمحتار ج ۲/ص/۲۳ومثله فی الهندیة: اماتفسیره فهی تملیک المال من فقیر مسلم الخ (فتاویٰ هندیه ج ۱/۱۷۰) وکذا فی الدر وجاز دفع القیمة فی زکوٰة وعشر و خراج وفطرة ونذر (الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار ،باب زکوٰة الغنم ج ۱/۱۳۳)**

رفاہ عامہ پر زکوٰۃ کی روپے صرف کرنا، (بناء مساجد اور پلوں کی تعمیر پر زکوٰۃ کی روپیہ صرف کرنا)

سوال: ہمارے گاؤں کے قبرستان کی زمین پر ایک آدمی نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے کیا ہم اس کے مقدمے میں اپنی زکوٰۃ کی رقم خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں اسی طرح زکوٰۃ کی رقم کسی سرائے یا پل کی تعمیر پر خرچ کی جا سکتی ہے؟

الجواب: زکوٰۃ کی ادائیگی میں تملیک بلاعوض شرط ہے چونکہ اس مقدمہ میں یہ شرط مفقود ہے اس لئے کہ قبرستان کے مقدمے یا دیگر رفاہ عامہ کے کاموں میں زکوٰۃ کے روپے لگانا صحیح نہیں اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(۲) احناف کے یہاں چونکہ زکوٰۃ کی ادیگی میں ضروری ہے کہ زکوٰۃ جن کو ادا کی جائے وہ مالک بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں سرائے، پلوں کی تعمیر وغیرہ زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے عطیات سے پوری کی جائے زکوٰۃ ان چیزوں میں نہیں خرچ کی جا سکتی۔: (**کما فی الهندیه: ولا یجوزان یبنی بالزکوٰة المسجد وکذ القناطیر والسقایات و اصلاح الطرقات و کری الانهار والحج والجهاد وکل ما لا تملیک فیه.)**" الفتاویٰ الهندیه ج ۱ /ص ۷ ۹ "**لما قال العلامة ابن نجیمؒ : تحت قوله : ولا اِلیٰ ذمی وغیرها وبناء مسجد وتکفین میت و قضاء دینه وشراء قن یعتق... وعدم الجواز لا نعدام التملیک الذی هو الرکن فی الاربعة (البحرالرائق ج۲/۲۴۳)باب المصارف۔**

زکوٰۃ کے روپے سے کتابیں خریدنا اور اپنے مطالعہ میں رکھنا:

سوال: زکوٰۃ کے روپے سے کتابیں خرید کر بغرض مسائل دیکھنے کے اپنے پاس رکھنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب: اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (فتاویٰ دارلعلوم دیوبند) اسی طرح زکوٰۃ کی روپے سے کتابیں خرید کر اپنی ملک میں رکھیں جس کو ضرورت ہو وہ دیکھ لے مگر کسی کو لے جانے کی اس طور سے اجازت نہیں دی کہ وہ مالک بن جائے اس حالت میں بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی

(حوالہ بالا) وفی الدر لمختار (قوله وشرط صحة ادائها نية مقارنة له اى للاداء ..وكذاقوله ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱/ص ۱۳۰)

زکوٰۃ کی رقم سے اشاعتی اداروں کی اعانت:۔

(۱) اشاعتی ادارے اگر زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتابیں شائع کریں اس صورت میں اگر وہ کتابیں غریب مسلمانوں میں تقسیم کردے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن زکوٰۃ کی رقم سے شائع کردہ کتابوں کو فروخت کرنا یا مالداروں کو ہدیہ دینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔

(۲) اشاعتی ادارے عموماً شخصی ملکیت ہوتے ہیں اگر انہیں ٹرسٹ کی شکل دے دی جائے تو بھی عملاً مالکانہ حیثیت پر کوئی زد نہ پڑے گی ٹرسٹ کی شکل دینے میں صورت حال صرف اس قدر بدلتی ہے کہ قانونی مالکیت میں متعدد آدمی شریک ہوجاتے ہیں۔ اگر ٹرسٹ ایک ہی گھر یا خاندان کے چند افراد سے عبارت ہے جیسا کہ عموماً اشاعتی ٹرسٹوں میں ہوتا ہے۔ تو ٹرسٹ کی جائیداد اور ملکیت کی حیثیت خاندانی ملکیت سے زیادہ مختلف نہیں ہوتی لہذا اشاعتی اداروں کو زکوٰۃ دینے کا صاف مطلب اس کے مالکان یا ٹرسٹوں کو زکوٰۃ دینا ہے اور یہ بات محتاج بیان نہیں کہ اشاعتی اداروں کے مالکان جو عموماً مالدار یا کم ازکم صاحب نصاب ہوتے ہیں انہیں زکوٰۃ کی رقم دینا قطعاً جائز نہیں لہذا زکوٰۃ کی رقم مالک ٹرسٹ کو دینا جائز نہیں (زکوٰۃ کے مصارف ص ۴۹)

زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کے ایصال ثواب کے لئے دینا کیسا ہے؟

سوال: زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کو دینا اس طور سے کہ اس کی طرف سے کھانا پکوا کر فقیروں کو دیا جائے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کو دینا جس طریق سے لکھا گیا ہے درست نہیں، کمافی الهداية ولايكفن بها ميت لعدم التمليك وهو الركن "مردہ کی طرف سے اس روپے کا کھانا پکوا کر کھلایا جائے یا کپڑا محتاجوں کو دیا جائے، غرض یہ ہے جس طرح دیا جائے اپنی طرف سے ہی زکوٰۃ کی نیت سے دیا جائے اس کا ثواب کسی میت کو نہ پہنچایا جائے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲۰۴/۶) كمافی الدرالمختار ويشترط ان يكونالصرف(تمليكا) لا اباحة كمامر لا)يصرف (الى بناء) نحو المساجد) ولاالى (كفن ميت وقضاء دينه) أه . درمختار ج ۲/ ۲۶)

پیشہ ور گداگروں کو زکوٰۃ دینا:

سوال: ایسے پیشہ ور گداگروں کو جو محنت ومزدوری کرسکتے ہوں زکوٰۃ کا روپیہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر وہ گداگر بصورت حال محتاج معلوم ہوتے ہیں تو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی اگرچہ فی الحقیقت وہ مستحق نہ ہوں (كمافی ردالمحتار قوله واعلم ان المدفوع اليه لو كا ن جالسافی صف الفقراء يصنع صنعهم او كان عليه زيهم أو سأ له فاعطاه كانت هذه الاسباب بمنزله التحری كذافی المبسوط حتیٰ لو ظهر غناه لم يعد اه. فتاوىٰ دارالعلوم ديوبند ج ۶/ص/ ۲۲۹ ردالمحتار ج ۶۷/۲)

مسئلہ مذکورہ کے متعلق حضرت تھانویؒ کی رائے گرامی:۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنے ملفوظ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ (پیشہ ور گداگر) جو بوجہ حرص مانگتے پھرتے ہیں جن میں بعض صاحب نصاب ہوتے ہیں اور جو صاحب نصاب نہ سہی اتنا مال تو اکثر کے پاس ہوتا ہے جو ضروریات کو کافی ہو اور اس کے ہوتے ہوئے سوال جائز نہیں یہ مسئلہ یاد رکھو کہ ان پیشہ وروں کو دینا بھی جائز نہیں، جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے اور اگر ایسے لوگوں کو بلاتحری ''بلاسوچے'' زکوٰۃ دی گئی اور وہ صاحب نصاب ہوئے تو زکوٰۃ بھی ادا نہ ہوگی جن لوگوں کو مانگنا حرام ہے ان کو دینا حرام ہیں۔

''ذم لمکروھات ص ۹۸) نوٹ: مسئلہ مذکورہ کے متعلق حضرت تھانویؒ کا رائے واضح ہوگیا کہ ان کو بلاتحری زکوٰۃ دینے کی صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتا تاہم یہ حضرت کی رائے ہے فتویٰ نہیں اصل فتویٰ تو وہ ہے جو اوپر فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے حوالے سے تحریر ہوا کہ: اگر بصورت حال محتاج معلوم ہوتے ہیں تو ان کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی۔ (راقم)

بھنگ وافیون کے عادی کو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں:

سوال: ایک شخص نہایت مفلس اور غریب ہے لیکن بھنگ وافیون وغیرہ کا از حد مرتکب ہے اس کو زکوٰۃ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ صدقات وخیرات صلحاء کو دینا افضل ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے (**ولیأکل طعامکم الابرار**) یعنی چاہئے کہ تمہارا کھانا نیک لوگ کھاویں لیکن فاسق وفاجر شراب خور جب کہ مفلس ہے اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اگر چہ بہتر یہ ہے کہ مال زکوٰۃ صلحاء فقراء کو دیوے بہرحال زکوٰۃ میں کچھ تأمل نہیں، بہتر ہونا اور نہ ہونا دوسری بات ہے۔ اور مفلس ومحتاج اگر چہ فاسق ہو اس کے دینے میں بھی ثواب ہے۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ ہر ایک ذی روح کے دینے میں اجر ہے ''**وفی الدر. ومصرف الزکوٰۃ (ھو فقیر وھو من لہ ادنیٰ شیء) ای دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق للحاجۃ اھ(درمختار علیٰ ھامش ردالمحتار ومثلہ فی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج٦ ج ۲/۴۸ ص/ ۲۳۴، ۲۳۵)**

یورپی ممالک میں تبلیغ پر زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا:

سوال: یورپی ممالک میں اشاعت اسلام کے کام میں زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کرنا کیسا ہے؟

الجواب: اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی زکوٰۃ کے بارے میں پوری احتیاط ضروری ہے۔ زکوٰۃ میں محتاج کو مالک بنانا ضروری ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج٦/ ۲۴۲)۔

زکوٰۃ اسلامی عمارتوں تبلیغی اجتماعات ومجالس مبلغین کے تقرری پر صرف کرنا:۔

زکوٰۃ کا روپیہ دینی مشترکہ یا اسلامیہ بورڈنگ ہاؤسنگ یا سوائے مساجد دیگر اسلامی عمارتوں یا تبلیغ اسلام اور دعوت الی الحق کے لئے منعقدہ اجتماعات اور قائم کردہ مجالس یا مبلغین کے تقرری زکوٰۃ کے روپیہ سے نہیں کر سکتا زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ کسی محتاج کو اس کا مالک بنایا جاوے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ٦/ ۲۴۳۔ ۲۴۴)

(۲) یتیم خانہ کو زکوٰۃ دینا:

سوال: یتیم خانہ میں زکوٰۃ کا روپیہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ نابالغ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

الجواب: نابالغوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے پس یتیم خانہ میں یتامیٰ کے خرچ کرنے کے لئے زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست ہے "کمافی الدرالمختار قوله (ومصرف الزكوٰة هو فقير الخ او مسكين الخ (الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار بحواله فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶/۲۵۷) نوٹ: اس میں بلوغ کی قید نہیں ہے اسلئے نابالغ، بالغ دونوں کو دینا جائز ہے (حوالہ بالا

زکوٰۃ کی رقم سے مرنے والے کا قرض ادا کرنا:

مسئلہ:۔ کوئی غریب شخص مقروض ہو کر وفات پا جائے اور کوئی دوسرا شخص اس کا قرض چکانے کیلئے زکوٰۃ کی رقم استعمال کرتے ہیں تو اس طرح کی زکوٰۃ کا فریضہ ادا نہیں ہوگا کیونکہ مردہ اس رقم کا مالک نہیں بن سکتا جو اس کا قرض ادا کرنے کیلئے دی جاتی ہے۔ تاہم مرنے والے کے ورثاء بھی غریب اور مستحق ہوں زکوٰۃ خود وصول کریں اگر چاہیں تو میت کا قرض ادا کر سکتے ہیں (احسن الفتاوی ج ۴/۲۶۰)

تحفے کے طور پر زکوٰۃ ادا کرنا:۔

کسی مستحق زکوٰۃ کے بارے میں خوف ہو کہ وہ اسے قبول کرتے ہوئے ہچکچائے گا تو زکوٰۃ کی رقم اسے تحفے کے طور پر دی جاسکتی ہے تاہم دینے والے کی نیت زکوٰۃ دینے کے ہی ہونا چاہئے۔ چاہے زبان سے اس کا اظہار نہ کرے اس طرح غرباء کے بچوں کو زکوٰۃ کی رقم تحفے کے طور پر دینا بھی جائز ہے کیونکہ زکوٰۃ دینے کے لئے یہ زبان سے ضروری نہیں کہ یہ رقم زکوٰۃ کی ہے "امدادالاحکام ج ۱۲/۱۳۔ اس طرح عیدی میں غریبوں کے بچوں کو زکوٰۃ دینا درست ہوگا بشرطیکہ نیت زکوٰۃ ہو (ا) نوى الزكاة بما يدفع لصبيان اقاربه اولمن يأتيه ببشارة او ياتى بالباكورة اجزاه .ولو نوىٰ الزكاة بما يدفع المعلم الى الخليفة ولم يستناجره ان كان الحليفة بحال لو لم يدفعه يعلم الصبيان ايضاً اجزاه والا فلا وكذا مايدفعه اِلى الخدم من الرجال والنساء فى الاعياد وغيرها بنية الزكاة فى معراج الدراية (فتاویٰ الھندیہ ج ۱/ص ۱۹۰) ولا يجوز دفعها الى ولد الغنى الصغير كذا فى التبيين (فتاویٰ الھندیہ ج ۱/۱۸۹) ولو دفع الزكاة الى صبيان اقاربه برسم العيدى اوالى مبشر يبشره او الى من يهدى اليه باكورة لا يساوى شيئا يجوز عن الزكاة اِلا اذا اتص على التعويض (تاتارخانیہ ج ۲ص ۲۷۸)

(۳) جس کے پاس رہائش کے مکان کے علاوہ زائد مکان بھی ہو وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

سوال: کسی کے پاس علاوہ رہنے کے دوسرا مکان ہے جس کی قیمت نصاب سے زیادہ ہے تو وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں اور اس پر قربانی واجب ہے؟

الجواب: اگر اس کے پاس علاوہ مکان کے اور مال بقدر نصاب نہیں ہے اور کرایہ کی آمدنی اس کے پاس بقدر نصاب جمع نہیں ہے اور وہ حاجت مند ہے اور وہ دوسرا مکان تجارت کے لئے نہیں تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اس پر قربانی واجب نہیں "کمافی الشامی

قوله (وفیها سئل محمد عمن له ارض یزرعها او حانوت یستغلها او دار غلتها ثلاثۃ الاف ولاتکفی نفقته ونفقة عیاله سنة یحل له اخذ الزکاۃ وان کانت قیمتها تبلغ الوفا وعلیه الفتویٰ اه) ردالمحتار ج ۲/۶۵ (ومثله فی فتاویٰ دار العلوم دیوبند. ج ۶/۲۷۹)

سیلاب زدگان کو زکوٰۃ دینا:

سوال: سیلاب زدگان کو زکوٰۃ کی رقم سے کھانا پکا کر بھیجنا یا نقدی یا سامان بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ اور زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: اگر ظن غالب ہو کہ یہ لوگ مستحق زکوٰۃ ہیں، یعنی ان کے پاس بقدر مانع زکوٰۃ نصاب نہیں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے بشرطیکہ ان اشیاء یا رقوم کا ان کو مالک بنا دیا جائے۔ اگر ان کی ملک میں نہیں دیا بلکہ ویسے ان پر خرچ کیا گیا یا کھانا بٹھا کر کھلایا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی مسکین کی ملک میں دینا ضروری ہے. کمافی الدروھی تملیک لا اباحۃ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۰۴)

نجی تنظیموں یا جماعتوں کی طرف سے قائم کردہ ''بیت المال یا انجمن'' میں زکوٰۃ دینے کا حکم:

رضا کارانہ طور پر اگر کچھ لوگ اپنا مال زکوٰۃ کسی ایسی تنظیم کے سپرد کریں کہ جس کے ذمہ دار قابل اعتماد اور دیندار لوگ ہوں اور اسی کے ساتھ وہ لوگ مسائل زکوٰۃ سے بھی پوری طرح واقف ہوں اور یہ بھی اطمینان ہو کہ یہ لوگ صحیح مصارف پر پوری ذمہ داری اور احتیاط کے ساتھ خرچ کریں گے تو ایسی تنظیم کا قیام نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہوگا۔ مگر اس کے کار پردازوں کی حیثیت زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے وکلاء یعنی زکوٰۃ دینے والوں کے نائبین کی ہوگی، اس لئے جب تک جمع شدہ مال صحیح مصرف میں خرچ نہیں ہو جائے گا زکوٰۃ نکالنے والوں کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی جن میں مستحق زکوٰۃ شخص مالک نہ بنتا ہو۔

(جدید دور کے مسائل کا شرعی حل ص ۷۱،۷۲) اسی طرح فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں ایک سوال کے جواب میں ہے۔

سوال: ایسی انجمن قائم کرنا جس میں مال زکوٰۃ مساکین پر صرف ہوتا ہو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: درست ہے (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۶/۳۳۸)

زکوٰۃ کی رقم سے مسجد میں افطاری دینا:۔

سوال: زکوٰۃ کا مصرف رمضان شریف کے مہینہ میں مسجد کی افطاری یا مسجد میں شبینہ میں دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: رمضان کی افطاری یا شبینہ میں زکوٰۃ کا دینا اس طرح جائز ہے کہ افطاری کھانے والے یا شبینہ کا کھانا کھانے والے مسکین ہوں اور تملیکاً ان کو افطاری یا کھانا تقسیم کر دیا جائے۔ اگر غنی ہوں تو جائز نہیں۔ ولا یجوز دفع الزکاۃ الی من یملک نصاباً ای مال کان دنانیر او دراھم او سوائم او عروضاً للتجارۃ او لغیر التجارۃ فاضلاً عن حاجته الاصلیة فی جمیع السنة ھکذافی الزاھدی (ھندیه) وکفایت المفتی ج ۴/ص ۲۵۸)

ا۔زکوٰۃ کی بعض دیگر مصارف:

وہ حاجی جس کے اخراجات ختم ہو جانے یا ضائع ہو جانے کی بناء پر حج کرکے واپس نہ آسکتا ہو یا حج کی راستہ میں ہی رُک گیا ہو۲ مستحق مریضوں کی دواؤں، ڈاکٹری فیس وغیرہ کے لئے انہیں زکوٰۃ کی رقم بھی دی جاسکتی ہے اور دوائیاں بھی (جواہر الفتاوی ج ا ص ۶۶ ، ۲۷

(۱) دوا اور علاج میں زکوٰۃ کی رقم کا استعمال:۔

خداوند قدوس نے جس طرح بندوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے اسی طرح اس کے مصرف اور محل استعمال کی تحدید بھی کررکھی ہے کہ کن کن افراد کو دے سکتے ہیں ان مصارف کے علاوہ کسی اور جگہ خرچ کرنے نہیں چاہئے ہمیں زیادہ بہتر کیوں نہ معلوم ہوتے ہیں مختار نہیں بلکہ انہی مصارف میں صرف کرنے پر مکلف ہیں۔ ورنہ ایک قسم کی بغاوت ہوگی ان مستحقین میں غریب ومسکین بھی ہے پس وہ افراد جو غریب ہوں یعنی جس کے پاس بقدر نصاب مال نہیں ان کے علاج ومعالجہ میں بقدر ضرورت زکوٰۃ کی رقم سے دوا خرید کردے دینا جائز ہے، اسی طرح وہ شخص جو ہے تو برسر روزگار مگر اس کی آمدنی بہت زیادہ نہیں اور اس نے کسی طرح اتنی رقم جمع کررکھی ہے جو نصاب تک پہنچ جاتی ہے مگر ایک ایسے مرض میں خود یا اس کے گھر کا کوئی فرد مبتلا ہو گیا جس میں اتنی جمع شدہ رقم ناکافی ہوگی بلکہ اس سے کئی گنا زائد کا خرچہ بقول ڈاکٹر یقینی ہے۔ تو ایسی صورت میں زکوٰۃ کی رقم دینا اور لینا جائز ہوگا۔ (علاج ومعالجہ کے شرعی احکام ص ۱۳۸۔)

ہسپتال کی تعمیر، فرنیچر، تنخواہ میں زکوٰۃ کی رقم:۔

موجودہ دور میں جو حضرات عوامی، سماجی، خدمت مختلف شکلوں میں کیا کرتے ہیں وہ یقیناً بہت ہی مبارک اور باعث اجر وثواب ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ کوئی بھی خدمت ومحنت اور عمل مبارک، اجر وثواب اور شریعت کی نگاہ میں قابل قبول اسی وقت ہوگا جب کہ قانون شریعت اور مزاج اسلام کے مطابق ہو۔ اسی لئے کوئی بھی کام خواہ کتنے ہی عمدہ جذبات اور اچھے خیالات کے مطابق کئے جائے جب تک ان قوانین کو ملحوظ نہ رکھے جائیں وہ باعث اجر وثواب تو کیا ہوں گے۔ بسا اوقات مواخذہ اور گرفت کا سبب بن سکتے ہیں مثال کے طور پر قوم وملت اور خصوصاً غرباء کے نفع وسہولت کے لئے ہسپتال قائم کیا جائے تو یہ بہت ہی اہم خدمت ہے لیکن اگر اس کی تعمیر میں یا اس کے فرنیچر میں یا لائٹ بل تنخواہ وغیرہ میں زکوٰۃ صدقہ کی رقم استعمال کی جائے تو قانون اسلام اور مزاج شریعت کے سراسر خلاف ہے۔ اور باعث مواخذہ عمل ہوگا کیونکہ زکوٰۃ کی ادئیگی کے سلسلہ میں قرآنی آیات اور آحادیث مبارکہ کے پیش نظر جمہور اور فقہاء اربعہ کا مسلک یہ ہے۔ کہ زکوۃ اسی وقت ادا ہوتی ہے۔ جب کہ مستحق زکوٰۃ کو بلا کسی عوض کے مالک بنا دیا جائے، اگر جانتے ہوئے کسی غیر مستحق کو دے دیا یا کسی بھی رفاہی کام میں خرچ کرڈالا تو اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی موجودہ دور میں اس مسئلہ میں بہت غفلت برتی جارہی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۲ ص ۱۰) بحوالہ: علاج ومعالجہ کے شرعی احکام ص ۱۴۰)

۲۔کسی دوسری جگہ رہنے والے رشتہ دار کو زکوٰۃ بھیجنا:

سوال: ایک شخص اپنی زکوٰۃ کی رقم اپنے کسی رشتہ دار کے لئے دوسری جگہ بھیجنا چاہتا ہے جب کہ وہ خود جس جگہ رہتا ہے وہاں بھی غریب لوگ ہیں تو کیا قرب وجوار کے غرباء کو چھوڑ کر دور رہنے والے رشتہ دار کو زکوٰۃ بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ویسے تو عموماً ایک جگہ سے دوسری جگہ زکوٰۃ منتقل کرنا مکروہ ہے لیکن اگر زکوٰۃ کے محتاج رشتہ دار کسی دوسری جگہ رہتے ہوں تو رشتہ داری اور صلہ رحمی کے بناء پر زکوٰۃ منتقل کرنا مرخص ہے، بلکہ زکوٰۃ پہلے رشتہ داروں میں تقسیم کرنا افضل ہے۔**لما قال العلامة ابن عابدين رحمه الله : تحت قوله : بل في الظهيرية لا تقبل عن ابي هريرةؓ (مرفوعاً) الٰى النبى ﷺ انه قال يا امة محمد والذى بعثنى باالحق لايقبل الله صدقة من رجل وله قرابة يحتاجون الٰى صلة وهو يصرفها ليصر فها الٰى غيرهم والذى نفسى بيده لاينظر الله يوم القيامة اَه رحمتى) والمراد بعدم القبول عدم الاثابة عليها وان سقط بها الفرض لان المقصود منها سد خلة المحتاج وفى القريب جمع بين الصلة والصدقة اه (ردالمحتار ج ۲/ ۶۸)وقال ابن نجيمؒ ويبدأ فى الصدقات بالأقارب ثم الموالى ثم الجيران وذكر فى موضع آخر معزيا الٰى ابى حفص الكبير لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج فيسد حاجتهم اه. فتاوىٰ حقانيه ج ۴/ ۷۴)**

زکوٰۃ کے پیسوں سے مکانات تعمیر کرکے غریبوں کو رہنے کے لئے دینا:۔

بعض مقامات میں لوگ زمین کا قطعہ کرایہ پر لیتے ہیں اور اس میں مکانات تعمیر کرکے غرباء کو معمولی کرایہ پر دیتے ہیں۔اور یہ مکانات زکوٰۃ کی رقم سے تعمیر کئے جاتے ہیں جب کہ زمین کا کرایہ زمین کے کرایہ پر لینے والے ادا کرتے ،مکانات کی تعمیر میں زکوٰۃ کے پیسے استعمال کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔صورت مسولہ میں زکوٰۃ کے پیسوں سے زمین خریدنا یا مکان تعمیر کرنا درست نہیں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔اس لئے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے یہ شرط ہے کہ زکوٰۃ کے حقداروں کو بلاشرط عوض مالک بنادیا جائے۔اور وہ شرط یہاں مفقود ہے۔''**كما فى الطحطاوى على مراقى الفلاح واخرج بالتمليك الاباحة فلا تكفى فيها فلو اطعم يتيما ناويا به الزكوٰة لا تجزيه الىٰ قوله وخرج بالمال المنفعة فلو اسكن فقيراً داراً سنة ناويا للزكوٰة لا تجزيه(طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۴۱۴)** البتہ اگر مسکین کو مد مذکورہ سے مکان خود بنوا کر حوالہ کردیا یعنی بغیر کرایہ لئے ہوئے اس کو مالک بنوادیا تو اس سے زکوٰۃ ادا ہوگی تاہم تعمیر مکان کے تخمینہ کی رقم مسکین کو اگر یکمشت دینا ہو تو یکمشت نہ دے اس لئے کہ فقہاء کرام کے نزدیک کسی شخص کو زکوٰۃ دے کر فوراً صاحب نصاب بنادینا مکروہ ہے۔تو کراہت سے احتراز کے لئے کچھ حصہ فی الفور دیدے جب وہ تعمیر پر خرچ ہوجائے تو مزید کچھ حصہ دیدے،اس طرح تعمیر کی تکمیل کرادے فقط واللہ علم (احسن الفتاویٰ ج ۴/ ۳۰۰)

سادات کوزکوٰۃ دینا:۔

فقہ اسلامی کا مشہور مسئلہ ہے۔کہ خاندان نبوت کے لئے زکوٰۃ لینا جائز نہیں اس مسئلہ پر امت کے اکثر فقہاء کا اتفاق رہا ہے۔ہاں کچھ تفصیلات میں ضرور اختلاف ہے۔مثلاً خاندان نبوی ؐکا مصداق کون لوگ ہے جو حرمت زکوٰۃ کی علت محض قرابت نبوی ہے یا قرابت مع النصرۃ وغیرہ لیکن اصل مسئلہ تقریباً متفق علیہ ہے

مشہور حنبلیؒ فقیہ ابن قدامہ حنبلیؒ نے تو یہاں تک لکھ دی ہے،''**لانعلم خلافاً فی ان بنی ھاشم لاتحل لھم الصدقة المفروضة رالمغنی جلد ۲ ص ۵۱۹**) متعدد احادیث میں اس کی حرمت کو صریح طور پر بیان کیا گیا ہے۔صحیح بخاریؒ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ''حضرت علیؓ کے صاحبزادے حضرت حسینؓ نے صدقہ کی ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں رکھ لی تو نبی کریمؐ نے فرمایا''تھوتھو' کھجور پھینک دو کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔صحیح بخاری جلد اول **باب مایذکر فی الصدقه للنبی ﷺ واله صحیح مسلم** کی روایت ہے۔حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بیان فرماتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا صدقات لوگوں کے میل کچیل ہیں صدقات محمدؐ اور آل محمدؐ کے لئے حلال نہیں۔''مسلم جلد اول **باب تحریم الزکوٰة علی رسول اللهﷺ** اگرچہ اس مسئلہ میں امام طحاویؒ سے جواز مروی ہے اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے بھی اس قول کو واقعی فقر کی حالت میں اختیار کیا ہے چنانچہ فیض الباری میں ہے کہ''امام طحاوی نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ آل نبیؐ کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔جب کہ انہیں خمس میں حصہ نہیں ملتا ہو کیونکہ خمس میں ان کا حصہ ہے لہذا جب وہ حصہ نہیں مل رہا ہے۔تو زکوٰۃ کا ان پر خرچ کرنا جائز ہے۔عقد الجید میں ہیں کہ امام رازیؒ نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے میں کہتا ہوں (حضرت شاہ صاحب) کہ میرے خیال میں زکوٰۃ لینا سوال کرنے سے آسان ہے۔لہذا میں بھی ایسی صورت میں جواز کا فتویٰ دیتا ہوں''فیض الباری ج ۳ / (۵۱،۵۲) لیکن ظاہر الروایات اور عامۃ المتون کا اختیار کردہ مسلک یہ ہے کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں(**قال فی الدرالمحتار ر ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع قال الشامی سواء فی ذالک کل الازمان الی قوله روی ابو عصمة عن الامام انه یجوز الدفع الی بنی هاشم فی زمانه الخ شامی ج ۳ /ص ۲**) رسولؐ نے ان کو زکوٰۃ نہ دینے کا حکم ان کی عظمت واحترام کی وجہ سے دیا تھا اس لئے ان کا حکم مرور زمانہ یا خمس الخمس نہ ہونے کی وجہ سے متاثر نہیں ہوتا تاہم ارباب استطاعت کے لئے ضروری ہے کہ نفلی صدقات اور عطیات سے ان کے ساتھ تعاون کریں تاکہ ان کی حالت بہتر رہے واضح رہے کہ اس مسئلے میں امام ابو حنیفہ سے ابو عصمہ کی روایت جواز مفتیٰ بہ نہیں ہے پس سید کو زکوٰۃ نہ دینی چاہئے اگر پہلے دے چکی ہے اور اتنی وسعت ہے کہ دوبارہ دیدے تو دیدے ورنہ کوئی حرج نہیں''(کفایت المفتیٰ ج ۴ /ص ۲۵۷)

حضرت تھانویؒ کی رائے گرامی اور مجوزین کے دلائل سے جوابات:

فرمایا: اہل بیت کے لئے شریعت نے زکوۃ حرام کردی اس میں بڑی مصلحت ہے۔ مگر اب لوگوں نے اس کو جائز کرنے کی کوشش کی ہے۔ ابوعصمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام صاحب سے جواز نقل کیا ہے مگر ابوعصمہ ضعیف ہے، نیز مجوزین اس حدیث سے تمسک کرتے ہیں کہ اہل بیت کے لئے خمس مقرر کردیا۔ بجائے زکوٰۃ کے تو اب چونکہ خمس نہیں، اس واسطے زکوٰۃ جائز ہے مگر یہ جواب غلط ہے کیونکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ استحقاق خمس کہ وجہ سے زکوٰۃ ان پر حرام ہے یہ مطلب نہیں کہ حرمت اس وقت تک ہے جب تک خمس ملتا رہے بلکہ خمس کے مستحق ہیں ابدا اور زکوٰۃ حرام ہے ابدا۔'' اشرف الاحکام بحوالہ الکلام الحسن ص ۲۹، ۲۲)

عصر جدید کے درپیش اہم مسائل کے اسلامی حل کیلئے دلچسپ علمی تحقیقات پر مشتمل

سہ ماہی ''المباحث الاسلامیہ''

- ☆ سائنس وٹیکنالوجی کے تحقیقات وایجادات سے پیش آنے والے مسائل کا فقہی حل
- ☆ امت مسلمہ کو درپیش چیلنجوں کا جواب اور ابہامات واشکالات کا بہترین ازالہ
- ☆ میڈیکل سائنس کے تحقیق وتخلیق سے پیش آمدہ مسائل کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ
- ☆ کتاب، سنت، اجماع، قیاس، اجتہاد اور علوم فقہ پر دلچسپ علمی تحریریں
- ☆ ائمہ اربعہ اور بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہؒ اور فقہ حنفی کے امتیازی فقہی پہلو،
- ☆ اسلامی نظام وقوانین کی امتیازی خصوصیات اور دیگر نظاموں پر اس کی برتری۔
- ☆ عصر جدید کے فتنوں کا بہترین تعاقب اور دفاع اسلام کی ایک تحریک
- ☆ اسلامی فکر ونظر کے مختلف ضروری جہات پر علمی مضامین کی اشاعت
- ☆ سود کے آلائشوں سے پاک اسلامی معیشت اور اسلامی بینکاری سے متعلق بہترین تحریریں
- ☆ عالمی معیار کا اولین جامع علمی وتحقیقی اسلامی مجلہ با قاعدہ حوالہ جات کے ساتھ

قیمت فی شمارہ 55 روپے سالانہ چندہ 220 روپے

اس خالص دینی، علمی مجلہ کا خریدار بننا، اس کی اشاعت میں تعاون کرنا سب کا بنیادی دینی فریضہ ہے۔

امید ہے کہ اس علمی کام میں ہمارے ساتھ شریک ہوکر عند اللہ ماجور ہوں گے واللہ ولی التوفیق

بانی ونگران: مولانا سید نصیب علی شاہ ایم این اے

برائے رابطہ: ڈاک خانہ جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان سادات حافظ خیل ڈیرہ روڈ بنوں سرحد